ولازم نہیں رہے گا۔اور ''حزن'' کا تعلق چونکہ ماضی کے ساتھ ہے،اس لیے اس کی نفی صیغہ مضارع کے ساتھ کی گئی ہے جو ''تجدد وحدوث'' کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔یعنی انہیں گزری ہوئی چیزوں پر مطلقاً غم نہیں ہوگا، بلکہ وہ اس لحاظ سے ہمیشہ خوشی میں ہوں گے۔ [مفتاح دار السعادة:١/ ١٨٠]امام ابن عطیہ ﴿فلاخوف علیهم ولا هم یحزنون﴾ کی تفسیر میں کہتا ہے: یہ بھی مراد ہوسکتا ہے کہ جب اہل ایمان جنت میں داخل ہوں گے،تب انہیں امن کامل اور سرور لازوال میسر آئے گا۔

موبائل کا فتنہ

راشد صدیقی

موباء تم نے جا کر پہلے سلام کرنا	میٹھی زبان ہو کر شیریں کلام کرنا
چھوٹے بڑے کی تمیز تم نے ضرور کرنا	مسلم کا شیوہ ہے یہ ، اس پر تو عمل کرنا
دنیا سمٹ کے اب تو مٹھی میں آ گئی ہے	کیا دور ہم میں آیا ، سنبھل کے بات کرنا
موبائل تو ہے عام ، نٹ کی کرو بات تم	جکڑا ہے سب کو جال میں ، مکڑی کی بات کرنا
اوپن تو ہو گئی ہے راز و نیاز کی باتیں	لاوا پک رہا ہے ، فتنوں کی بات کرنا
باتیں درون کی اب تو بیرون ہو رہی ہیں	بھانڈا تو بیچ چوک پھوٹنے کی بات کرنا
راشدؔ تُو ہے پریشان ، آگے تو کیا ہو گا	اللہ کی یاد کرو سب ، قیامت کی بات کرنا

درس گاہ میں طلباء ، مسجد میں نمازی	سر پیٹ کے رہ جاتے ہیں سن کے یہ موسیقی
راہی کو روک کر ، راستے کے نوک پر	کھینچتا ہے کان اس کی ڈنکے کے چوٹ پر
آسان زندگی میں مشکل بھی آ رہی ہے	کیبل نے آکے اب ، تباہی مچا دی ہے
ڈش کو سجائے پھولے سماتے نہیں چھت پر	گویا کہ بخت کا تاج رکھا ہے اس کے سر پر
سینما کی روپ کو ، گھر گھر نے دھار لی ہے	ابلیس کے مشورے کو بہت سوں نے مان لی ہے
شرم و حیا کی اب تو بات ہی نہیں رہی	ماں اور بہن کی اب تو یاد ہی نہیں رہی
دیکھتے ہیں رچ کے فلمیں خبروں کی آڑ میں	پھنستا بھی جا رہا ہے بالی وڈ کے جال میں

درس حدیث

دونمازوں کا اکٹھے پڑھنا

مولانا ثناءاللہ عبدالرحیم

عن معاذ بن جبل ﷺ :"ان النبی ﷺ کان فی غزوۃ تبوک اذا ارتحل قبل زیغ الشمس أخر الظھر حتی یجمعھا الی العصر یصلیھما جمیعا واذاارتحل بعد زیغ الشمس صلی الظھر والعصر جمیعا ثم سار، وکان یفعل مثل ذلک فی المغرب والعشاء." ترجمہ:"نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک میں زوال شمس سے پہلے سفر پر روانہ ہوتے تو ظہر کو تاخیر کر کے عصر کے ساتھ پڑھ لیتے۔اوراگر زوال کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر وعصر دونوں کو اکٹھے پڑھ لیتے تھے۔اور یہی طریقہ مغرب وعشاء میں بھی اختیار کرتے تھے۔" (اخرجہ الامام ابوداؤد ٥٣/٤ ح: ١٢٠٥، الترمذی٢/٤٣٨ ح:٤٤١،الدارقطنی ١/٣٠٤،سنن البیھقی٣/١٦٣)

الحکم علی الحدیث :قال الترمذی : ھذا حدیث حسن غریب . اورامام ناصرالدین البانی فرماتا ہے:یہ حدیث بمجموع الطرق صحیح ہے۔(ارواء الغلیل٢/٢٨)

شاھد: وعن ابن عباس ﷺ قال:"ألا أحدثکم عن صلاۃ رسول اللہ فی السفر؟ قلنا بلی قال:کان اذا زاغت الشمس فی منزلہ جمع بین الظھر والعصر قبل أن یرکب واذا لم تزغ لہ فی منزلہ سار حتی اذا حانت العصر نزل فجمع بین الظھر والعصر واذا حانت المغرب فی منزلہ جمع بینھا وبین العشاء واذا لم تحن فی منزلہ رکب حتی اذا حانت العشاء نزل فجمع بینھما."(اخرجہ الشافعی فی الأم١/١١٦، احمد فی المسند١/٣٦٧،الدارقطنی ح ١٤٩،البیھقی٣/١٦٣،وقال الالبانی:الحدیث صحیح عن ابن عباس ﷺ بھذہ المتابعات،ارواء الغلیل٢/٣٢)

تشریح ومسائل:

اللہ پاک کا فرمان ہے:﴿ان الصلاۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا﴾ (النساء:١٠٣)"بے شک نماز مؤمنوں پر مقررہ وقت پر فرض کی گئی ہے۔"اسی لیے جبریل امین ؑ نے دودن امامت کر کے اول اور آخر اوقات کی نشاندہی کی اور اول وقت میں نماز ادا کرنے کی تاکید اور فضیلت بتائی۔لہٰذا اصول تو یہ ہے کہ ہر نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھی جائے اور

بغیر عذرِ شرعی دونمازوں کو اکٹھے پڑھنا حضرت عمرؓ کے ارشاد کے مطابق ''گناہ کبیرہ'' ہے۔[مجموع الفتاوی ۲۲/۳۱/۲۴/۸۴] چونکہ اسلام ایک عالمگیر اور خوبیوں سے بھرپور دین ہے، اس میں اللہ نے ہر قسم کے مشکل حالات میں سہولت اور گنجائش رکھی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: ﴿لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا﴾ ان سہولتوں میں سے ایک **''نمازوں کو عذر شرعی کے وقت اکٹھا کر کے پڑھنا''** بھی ہے۔

سفر میں دونمازوں کا اکٹھے پڑھنا درج ذیل صورتوں میں جائز ہوگا:

۱۔ دوران حج عرفات ومزدلفہ میں: حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے عرفات میں ظہر وعصر کو جمع تقدیم کر کے ظہر کے وقت پڑھ لیا اور مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے وقت پر جمع تاخیر کر کے ایک ساتھ پڑھ لیا۔ لہٰذا ان دونوں صورتوں کے سنت ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ (بخاری مع الفتح ۳/۵۱۳ حدیث ۱۶۶۲، ۳/۵۱۹ حدیث ۱۶۶۷ و حدیث ۱۶۷۲)

۲۔ سفر میں: نبی کریم ﷺ نے بحالت سفر ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء کو ملا کر ساتھ پڑھ لیا۔ (صحیح بخاری حدیث ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸)

سفر میں جمع کے ساتھ پڑھنا صرف جاری سفر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ حالت نزول میں بھی جب ضرورت پڑے جائز ہے۔ حضرت ابو جحیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ مکہ میں ابطح نامی جگہ میں تھے کہ بلالؓ نے ظہر کی اذان دی...... نبی کریم ﷺ (خیمہ سے) نکلے پھر نیزہ گاڑ کر ظہر دو رکعت اور عصر دو رکعت پڑھی۔[بخاری]

سفر میں جمع کی صورتیں:

پہلی صورت ''جمع تاخیر'': یعنی ظہر کی نماز کو عصر کے وقت پر پڑھنا اور مغرب کی نماز کو عشاء کے ساتھ پڑھنا۔

مسئلہ ہذا میں فقہاء کے دو قول ہیں: **(قول اول)** جمہور علماء وفقہاء کے نزدیک یہ صورت جائز ہے۔

انہی علماء میں سے بعض نے یہ شرط لگائی ہے کہ اگر دوسری نماز کے لیے کہیں رکنے کا پروگرام نہ ہو یا کہیں جلد پہنچنا مقصود ہو تو جمع تاخیر جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (المغنی ۳/۱۲۹، النووی شرح مسلم ۵/۲۱۵)

دلائل: **(عن ابن عمر قال کان رسول اللہ ﷺ اذا عجل بہ السیر جمع بین المغرب والعشاء)**

''نبی ﷺ کو سفر میں اگر جلدی ہوتی تو مغرب وعشاء دونوں کو ساتھ پڑھ لیتے۔'' (صحیح مسلم مع النووی ۵/۲۱۳)

وفی روایۃ للبخاری عن ابن عمر قال: ''رأیت رسول اللہ ﷺ اذا اعجلہ السیر فی السفر یؤخر صلاۃ المغرب حتی یجمع بینھا وبین العشاء'' وکان عبداللہ یفعلہ اذا اعجلہ السیر ویقیم

المغرب فيصليها ثلاثا ثم يسلم ثم قلما يلبث حتى يقيم العشاء فيصلي ركعتين ثم يسلم ولا يسبح بينهما بركعة)(صحیح البخاری ۲/۵۸۱ حدیث ۱۱۰۹)ان احادیث میں (اعجله السير) ہے۔

جبکہ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ جمع تاخیر بلا شرط جائز ہے۔

دلائل: ۱. عن انس قال كان رسول اللهﷺ اذاارتحل قبل ان تزيغ الشمس أخر الظهر الى وقت العصر ثم يجمع بينهما واذا زاغت صلى الظهر ثم ركب) ''نبی ﷺ کی یہ عادت تھی کہ سفر شروع کرنے سے پہلے اگر سورج زوال ہو جائے تو نماز ظہر پڑھ کر سفر کرتے اور اگر زوال شمس سے پہلے کوچ کر لیتے تو ظہر کی نماز کو عصر تک تاخیر کر کے پڑھ لیتے۔ اس حدیث میں ''جلدی'' کا ذکر نہیں، مطلقاً آیا ہے۔ لہٰذا بغیر کسی کراہت کے جمع تاخیر پڑھ سکتے ہیں۔(بخاری ۲/۵۸۲ حدیث ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، صحیح مسلم مع النووی ۵/۲۱٤)

۲۔ مسلم کی ایک روایت میں تصریح ہے: (كان النبي ﷺ اذااراد أن يجمع بين الصلاتين في السفر أخر الظهر حتى يدخل اول وقت العصر ثم يجمع بينهما) یعنی نبی ﷺ جب سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنا چاہتے تو ظہر کو عصر کا اول وقت داخل ہونے تک تاخیر کر لیتے، پھر جب عصر کا اول وقت داخل ہوتا تو ظہر کو عصر کے ساتھ ملا کر پڑھ لیتے۔(صحیح مسلم ۵/۲۱٤)

آپ ﷺ کا عرفہ میں ظہر و عصر کو جمع تقدیم کر کے پڑھنا اور مزدلفہ میں مغرب کو عشاء کے ٹائم پر پڑھنا بھی جمع تاخیر و تقدیم کی صورت ہے، اس جمع میں سفر کے ساتھ نسک (حج) بھی شامل ہے۔ نیز جمع کی یہ صورتیں رفع حرج کے لیے ہیں، وگرنہ یہاں کوئی خوف و خطر وغیرہ قسم کی چیز نہ تھی۔ [ابن تیمیہ: مجموع الفتاوی ۲۴/۷۶] تو جہاں بھی مشقت و حرج ہو بلا شرط جمع کر سکتے ہیں۔ ہاں مشقت و حرج بھی شرعی ہونا ضروری ہے۔ بہرحال آپ ﷺ سے سفر میں جمع تاخیر کی حقیقی صورت صحیحین کی روایت میں ثابت ہے۔ اسے رخصت سمجھ کر پڑھنا جائز ہے۔

(قول ثانی): علماء اہل کوفہ امام ابوحنیفہ وغیرہ فرماتے ہیں کہ نمازوں کو حقیقی جمع کر کے پڑھنا سوائے عرفہ و مزدلفہ کے جائز نہیں۔(مختصر القدوری باب صلاة المسافر :۲۸۔ المغنی ۳/۱۹۲)

دلیل: نمازوں کے اوقات احادیث متواترہ سے ثابت ہیں۔ لہٰذا ہر نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا متعین ہوگا۔ حقیقت میں جمع تقدیم یا تاخیر سوائے مزدلفہ و عرفہ کے ثابت نہیں دیگر جمع بین الصلاتین کی احادیث میں صرف جمع صوری مراد ہے۔ یعنی ظہر کو اس کے آخر وقت پر اور عصر کو اس کے اول وقت پر ادا کیا گیا ہے۔ لہٰذا فعلاً صورتاً یہ جمع ہے، مگر وقتاً و حقیقتاً ہر نماز

اپنے وقت پر ادا کی گئی ہے، اور عرفہ ومزدلفہ میں جو جمع حقیقی ہے وہ حج کی وجہ سے ہے نہ کہ سفر کی وجہ سے۔

اقوال ودلائل کا جائزہ

مذہب اول والوں کا جواب: واقعی اوقات نماز احادیث متواترہ سے ثابت ہیں، لیکن ان احادیث کی تقیید یا تخصیص دوسری احادیث سے ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں: ''**کان رسول اللہ ﷺ یجمع بین صلاۃ الظھر والعصر اذاکان علی ظھر سیر ویجمع بین المغرب والعشاء فقیل لابن عباس لم فعل ذلک؟ قال: اراد ان لایحرج امتہ**'' ''کہ آپ نے اکٹھے اس لیے پڑھ لیے کہ امت تکلیف ومشقت میں نہ پڑے۔'' (بخاری ۵۷۳/۲ حدیث ۱۱۰۷)

امام ابن حجر نے فرمایا: جمع سے مراد ''صوری'' کہنے والوں پر امام خطابی وغیرہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جمع کی صورت ایک رخصت ہے، اگر ہم اس سے صوری مراد لیں تو اس میں انتہائی مشقت ہے۔ جبکہ جمع کی اجازت رفع حرج ومشقت کے لیے ہے۔ نیز ہر نماز کے اول وآخر وقت کی پہچان خاص لوگ نہیں کر سکتے، چہ جائیکہ عام لوگ پہچان سکیں۔ لہٰذا راجح یہ ہے کہ جمع تاخیر جو صحیح احادیث سے ثابت ہے اس پر عمل درست ہے۔ (فتح الباری ۲/۲۸۰)

دوسری صورت جمع تقدیم: (یعنی عصر کو ظہر اور عشاء کو مغرب کے وقت پر ادا کرنا) **اس میں فقہاء کے دو مذاہب ہیں:**

مذھب اول: صحیحین کی روایات میں جمع تقدیم کی تصریح نہیں آئی ہے۔ اسی لیے امام ابن حزم ودیگر بعض علماء نے اس کی ممانعت کی ہے۔

دلیل: ''**کان رسول اللہ ﷺ اذا ارتحل فی سفرہ قبل ان تزیغ الشمس اخر الظھر الی وقت العصر ثم نزل فجمع بینھما فان زاغت الشمس قبل ان یرتحل صلی الظھر ثم رکب**'' (البخاری مع الفتح ۲/۲۸۲ حدیث ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، مسلم مع النووی ۵/۲۱۴) یعنی ''اگر زوال کے بعد سفر شروع کرتے تو آپ ظہر پڑھ کر سفر شروع کرتے، نمازِ عصر اپنے وقت میں پڑھ لیتے۔''

مذھب ثانی: جمہور علماء کے نزدیک جمع تأخیر کی طرح جمع تقدیم بھی جائز ہے۔ یہی حضرت سعید بن زید، سعد، اسامہ، معاذ بن جبل، ابن عباس، ابن عمر، ابوموسیٰ اشعری ؓ، امام طاؤس، مجاہد، عکرمہ، امام مالک، شافعی، اسحاق رحمہم اللہ کا مذہب ہے۔ (المغنی ۳/۱۲۷۔۲۲۹) نیز امام احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم رحمہم اللہ اور جمہور سلف کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

دلائل: (عن معاذ ان النبی ﷺ کان فی غزوة تبوک اذا زاغت الشمس قبل ان یرتحل جمع بین الظهر والعصر واذاارتحل قبل ان تزیغ الشمس اخر الظهر حتی ینزل للعصر) ''غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی اگر زوال شمس سے پہلے سفر شروع کرتے تو ظہر کو عصر کے ٹائم پر پڑھ لیتے اور جب زوال کے بعد سفر شروع کرتے تو ظہر اور عصر دونوں کو ظہر کے وقت ساتھ پڑھ کر سفر شروع کرتے۔'' آپ ﷺ زوال شمس کے بعد کہیں اتر جاتے تو جب تک ظہر وعصر نہ پڑھ لیتے سفر شروع نہ کرتے۔

جمع تقدیم کی یہ روایات تعدد طرق کے ساتھ قابل حجت ہیں اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں اس طرح آیا ہے:

(جمع رسول الله ﷺ فی غزوة تبوک بین الظهر والعصر وبین المغرب والعشاء) ''غزوہ تبوک میں آپ ﷺ نے ظہر وعصر کو اور مغرب وعشاء کو ساتھ پڑھ لیا۔'' اس میں مطلق جمع کا ذکر ہے، اسی لیے جمع تقدیم کے قائل علماء کا کہنا ہے کہ معاذ کی پہلی روایت اس کی دوسری روایت کی تفصیل ہے، جو بروایت ''قتیبة بن سعید عن اللیث بن سعد عن یزید بن ابی حبیب عن ابی الطفیل عامر بن واثلة عن معاذ'' سے وارد ہوئی ہے۔(صحیح مسلم ٥/٢١٦)

لہٰذا یہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت کی تفصیل وتفسیر ہے۔

نیز جمع تقدیم والی روایات کو من حیث المعنی محدثین ذیل نے صحیح قرار دیا ہے:

امام ترمذی نے حسن کہا، امام دار قطنی، امام بیہقی، امام نووی، امام ابن حجر، امام صنعانی اور امام البانی وغیرہ نے صحیح قرار دیا۔(تلخیص الحبیر رقم ١٣٠، المجموع ٤/٣٧٢، سبل السلام ٢/٦٤٢، الاربعین للنووی، السنن الکبری للبیهقی ٣/١٦٢، ارواء الغلیل ٢/٢٩۔٣٠، زاد المعاد ١/١٨٧) **وقال ابن القیم: اسناده صحیح وعلته واهیة.** (اعلام الموقعین ٣/٢٥) ''اس کی سند صحیح اور اس پر وارد اعتراض بودا ہے۔''

خلاصہ: جمع تقدیم کی روایات اگرچہ صحیحین میں موجود نہیں لیکن دوسری کتب حدیث میں بکثرت تعدد طرق وارد ہوئی ہیں اور اکثر علماء نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ لہٰذا جمع تقدیم بھی جائز ہے۔

البتہ اس پر عمل کے لیے درج ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے:

١۔ ایسا سفر ہو جس میں عصر کے لیے کہیں رکنے کا پروگرام نہ ہو۔

٢۔ سفر ایسا ہو کہ انسان اپنے اختیار سے نمازوں کو ٹائم پر پڑھ نہ سکے۔

٣۔ مشقت وحرج بھی متعین اور شرعی ہو۔

۳۔جمع بوجہ مرض:

بیماری کی وجہ سے بھی دونمازوں کو جمع تقدیم وتاخیر کر کے پڑھنا جائز ہے۔جب بیماری ایسی ہو،جس میں انسان کو ہرنماز اپنے اپنے ٹائم پر پڑھنے میں انتہائی مشقت ہوتی ہو۔[طهارة المريض وصلاته ص:٦ محمد بن العثيمين وكتاب مواقيت الصلاة ص: ١٩]

جمہورعلماء کے نزدیک کسی مجبوری کے بغیر حضر میں دونمازوں کو جمع کر کے نہیں پڑھ سکتے ہیں،کیونکہ حدیث میں مرض کے وقت دونمازوں کو جمع کرنے کا ذکر نہیں آیا ہے،لیکن امام مالک اور احمد بن حنبل کے نزدیک ایسا کرنا جائز ہے،کیونکہ مریض کو ہرنماز اپنے وقت پر پڑھنے میں جو دقت پیش آتی ہے وہ بارش کی حالت میں ہرنماز کو اپنے اپنے وقت پر ادا کرنے سے زیادہ ہے۔امام نووی لکھتے ہیں یہ بڑی مضبوط دلیل ہے،لیکن انسان اسے عادت نہ بنائے۔(معالم السنن ٢/ ٥٥)

جمع بوجہ استحاضہ:

استحاضہ والی عورت ظہر وعصر ایک غسل پر جمع کر کے پڑھ سکتی ہے،اسی طرح مغرب وعشاء کو بھی ایک غسل سے ساتھ پڑھ سکتی ہے۔لیکن استحاضہ والی عورت کے لیے جمع صوری افضل ہے۔(سبل السلام ١/ ١٥٦)

جمع بوجہ بارش:

بارش کے وقت جب کیچڑ وغیرہ کی وجہ سے بار بار مسجد آنا جانا مشکل ہو اور ایسی بارش ہو جس سے کپڑا گیلا ہو جائے تو بعض علماء کے نزدیک انسان دونمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھ سکتا ہے۔ایک روایت ہے کہ ایک بارش والی رات نبی ﷺ نے مغرب وعشاء کی نماز کو جمع فرمایا۔البتہ بارش کے دن ظہر اور عصر کو ایک ساتھ پڑھنے کا ثبوت نہیں ملتا۔

شافعیہ کے نزدیک بارش کے وقت ظہر وعصر کو صرف ظہر کے وقت اور مغرب وعشاء کو صرف مغرب کے وقت جمع کرنا جائز ہے،بشرطیکہ پہلی نماز کے دوران اور دوسری کے شروع ہوتے وقت بارش ہو رہی ہو۔مالکیہ کے نزدیک بارش کے روز صرف مغرب اور عشاء کو مغرب کے وقت ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے۔حنابلہ کے نزدیک صرف مغرب اور عشاء کو ایک ساتھ پڑھا جاسکتا ہے،خواہ مغرب کے وقت یا عشاء کے وقت۔(الفقه على المذاهب الاربعة ١/ ٤٩٠)

احناف بارش میں بھی دونمازوں کو جمع کر کے پڑھنے کے قائل نہیں اور آپ ﷺ سے جمع کی جو صورت آئی ہے، اسے ''جمع صوری'' پر محمول کرتے ہیں۔نیز بارش کے وقت سفر میں تو نمازوں کو گھروں میں پڑھنے کی روایات آئی ہیں،اس صورت میں مؤذن کو (ألا ! صلوا فى الرحال) کہنے کا حکم دیتے تھے۔اس حدیث سے بعض نے استدلال لیا کہ بارش